CONCEPT OF PAYING HOMAGE IN THE LIGHT OF QURAN AND HADITH (A RESEARCH BASED SCHOLARLY ANALYSIS)

قرآن وسنت کی روشنی میں ایصال ثواب کا تصور ایک علمی و تحقیقی جائزہ

عبدالباری ریسرچ اسکالر شعبہ علوم اسلامیہ، وفاقی جامعہ اردو، کراچی
قاری بدرالدین شعبہ عربی وفاقی جامعہ اردو، کراچی

ABSTRACT: *The article presented, discuses an issue of Islamic theology & jurisprudence pertaining to the issue of "permissibility of transferring rewards of one's deeds & practices to a fellow Muslim, deceased or alive" in the light of Ahadith. The writer elaborates that it is permitted in the light of the sayings and traditions of prophet Muhammad (peace be upon him), for a Muslim to convey the rewards of his good deeds to a deceased or alive Muslim fellow in the shape of prayers, fasting, recitation of holy Qur'an, etcetera. In this regard the writer also mentions insightful references from the life of the companions of Prophet Muhammad (peace be upon him). Furthermore, the writer also mentions the views of Islamic scholars on the above mentioned issue. According to a majority of the jurists and scholars, it is permissible in the light of Islamic theology and practice. Detailed views of four famous jurists of Islamic fiqh and jurisprudence on the subject are also present along with their arguments.*

KEYWORDS: *Esal-e-Swab, Quran, Hadith, Paying Homage, Scholarly Analysis*

اسلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا وہ دین مبین ہے جس میں دنیاوی واخروی سعادتیں انسان کے لئے ہمہ وقت موجود رہتی ہیں، ان سعادتوں میں نیکی وہ بنیادی تصور ہے جس کے وسیع دائرے میں صبح وشام کے ہزاروں اعمال داخل ہو جاتے ہیں، اللہ تعالی جل جلالہ نے آخرت میں کامیابی کا دار و مدار انہی اعمال پر رکھا ہے، یہ اعمال جس طرح خود انسان کے اپنے کام آتے ہیں اسی طرح دوسروں کی بخشش و مغفرت کا باعث بھی بنتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں (ایصال ثواب) کی اصطلاح ہر دور میں معروف رہی ہے۔

ایصال ثواب سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی عمل صالح کا ثواب کسی دوسرے کو پہنچائے، جمہور مسلمانوں کے نزدیک کسی انسان کا اپنے کسی نیک عمل کا ثواب زندہ یا مردہ کو پہنچانا درست اور جائز عمل ہے، خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ یا تلاوت قرآن کریم یا ذکر یا طواف یا حج و عمرہ یا اس کے علاوہ کوئی بھی نیک عمل، لہذا شریعت اسلامیہ میں یہ طے شدہ امر ہے کہ ایک شخص کی دعا اور نیک عمل سے دوسرے کو فائدہ پہنچتا ہے، ایک کی نیکی سے دوسرے کو برکت ملتی ہے، ایک کی شفاعت سے دوسرے کی بخشش ہوتی ہے، اور ایک کی کوشش سے دوسرے کو درجات میں بلندی نصیب ہوتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:

"والذین جاءوا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان"(۱)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جو ان (مہاجرین اور انصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے، اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے۔" اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ وہ

اس دنیا سے رحلت فرما جانے والے اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں، اگر ان کی دعا دوسروں کے لیے فائدہ مند نہ ہوتی تو انہیں کبھی اس بات کی کا حکم نہ دیا جاتا۔ اسی طرح رسول اکرم ﷺ کی متعدد احادیث مبارکہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ایصال ثواب ایک مشروع عمل ہے۔

منتخب شدہ عنوان (قرآن وسنت کی روشنی میں ایصال ثواب کا تصور ایک علمی و تحقیقی جائزہ) میں ایصال ثواب پر ذخیرہ احادیث سے چند احادیث مبارکہ اور مذاہب اربعہ کے فقہاء کرام کے چند اقوال جمع کیے گئے ہیں تاکہ یہ مسئلہ احادیث اور فقہاء کے اقوال کی روشنی میں واضح ہو جائے۔

باپ کی نیکی کا اولاد کو اخروی فائدہ: ایک طرف باپ کی نیکی سے اولاد کو دنیا میں اللہ تعالی فائدہ پہنچا رہا ہے تو دوسری طرف باپ ہی کے نیک اعمال کے باعث اولاد کو جنت کے بلند درجات سے سرفراز فرما رہا ہے، ارشاد باری تعالی ہے: "والذین أمنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان ألحقنا بھم ذریتھم وما ألتنھم من عملھم من شیئ" (۲) ترجمہ: "اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا ساتھ دیا، ہم ان کی اولاد کو بھی (درجہ میں) ان کے ساتھ شامل کر دیں گے اور ان کے عمل میں سے بھی کچھ کم نہیں کریں گے۔"

مشہور مفسر امام ابن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: "اللہ جل شانہ اپنے فضل وکرم، لطف ورحم اپنے احسان اور انعام کا بیان فرماتا ہے کہ جن مومنین کی اولاد بھی ایمان میں اپنے ماں باپ کی راہ پر چلی یعنی اولاد بھی ایماندار تھی لیکن جس قدر اعلی درجے کے اعمال صالحہ بڑے بزرگوں کے تھے ان جیسے تو ان کے اعمال نہ تھے کچھ کم تھے تو اللہ تعالی ان کے نیک اعمال کا بدلہ بڑھا چڑھا کر انہیں بھی ان کے بڑوں باپ دادا کی درجے میں پہنچا دے گا، تاکہ بڑوں کی آنکھیں چھوٹوں کو اپنے پاس دیکھ کر ٹھنڈی رہیں اور چھوٹے بھی اپنے بڑوں کے پاس ہشاش بشاش رہیں، چھوٹوں کے اعمال میں اضافہ ان کے بزرگوں کے اعمال کی کمی سے نہیں کیا جائے گا بلکہ محسن ومہربان خداوند قدوس اپنے معمور خزانوں میں سے عطا فرمائے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں بھی فرماتے تھے، اور ایک مرفوع حدیث میں بھی یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ (۳) بزاز اور ابن مردویہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی مومنین کی اولاد کے درجات کو بڑھا کر ان کے بھائیوں کے ساتھ بلند درجات میں پہنچا دے گا اگرچہ وہ عمل کے لحاظ سے ان سے کم درجے کے تھے۔ (۴)"

مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ ان روایات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "آیت کے معنی یہ ہیں کہ صالحین کی اولاد کو ان کے درجہ عمل سے بڑھا کر صالحین کے ساتھ ملحق کرنے کے لئے ایسا نہیں کیا گیا کہ صالحین کے عمل میں سے کچھ کم کر کے ان کی اولاد کا عمل پورا کیا جائے بلکہ اپنے فضل سے ان کے برابر کر دیا گیا۔" (۵)

امام زمخشری المتوفی ۵۲۸ھ لکھتے ہیں: "(بإيمان ألحقنا بهم ذرياتهم) أي بسبب إيمان عظيم رفيع المحل وهو إيمان الأباء، ألحقنا بدرجاتهم ذريتهم وإن كانوا لايستأهلونها تفضلا عليهم وعلى أبائهم لِنُتِمَّ سرورهم ونكمل نعيمهم"(٦) ترجمہ: ''اور ان کے اعلی ایمان اور بلند مقام کے سبب ان کے باپ دادا کے بلند مقامات میں ان کی اولاد کو بھی پہنچادیا، حالانکہ فضل وکمال کے اعتبار سے وہ اس مقام کو حاصل نہیں کر سکتے تھے، لیکن ان کی خوشیوں کو دوبالا کرنے اور ان کی نعمتوں کو پورا کرنے کی غرض سے ان کی اولادوں کو بھی ان کے ساتھ پہنچادیا گیا۔''

امام ابوحیان المتوفی ۷۴۵ھ لکھتے ہیں: "قال الجمهور وابن عباس وابن سعيد بن جبير وغيرهما أن المؤمنين الذين اتبعتهم ذريتهم فى الإيمان يكونون فى مراتب أبائهم وإن لم يكونوا فى التقوى والأعمال مثلهم كرامة لأبائهم۔" (٧) ترجمہ: '' جمہور اور ابن عباسؓ اور سعید بن جبیرؒ وغیرہ فرماتے ہیں: بے شک ایمان والے لوگ جن کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی وہ اولاد بھی والدین ہی کے درجات میں ہوں گے، اگرچہ وہ تقوی اور اعمال کے اعتبار سے ان تک نہ پہنچے ہوں، لیکن بلندی درجات ان کے باپ دادا کی تقوی کی وجہ سے انہیں ملے گی۔''

مذکورہ تفصیلات سے یہ حقیقت روزروشن کی طرح آشکارہ ہوگئی کہ ماں باپ کے نیک اعمال کا فائدہ آخرت میں اولاد کو پہنچ رہا ہے، اس کے باوجود کے اولاد عمل میں اپنی ماں باپ کے رتبے کو نہ پہنچ سکی، لیکن ماں باپ کے نیک اعمال کی برکت سے جنت میں رتبہ اور درجہ ماں باپ والے ہی مل گیا۔

دعا واستغفار کا ایصال ثواب: علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی الدمشقی الحنبلی المتوفی ۶۲۰ھ فرماتے ہیں کہ: "أما الدعاء والاستغفار والصدقة وأداء الواجبات فلا أعلم فيه خلافا۔" (٨) ترجمہ: '' جو مسلمان فوت ہوجائے اس کے لیے دعا، استغفار، صدقہ وخیرات، حقوق وواجبات وغیرہ کی ادائیگی وغیرہ میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔'' دعا ایک ایسی عظیم الشان نعمت خداوندی ہے کہ جس کے طلبگار سرور دوعالم ﷺ بھی تھے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عمرہ کے لیے تشریف لے جارہے تھے، رسول اکرم ﷺ سے اجازت طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے رخصت کرتے ہوئے فرمایا: "لاتنسانا يا أخي من دعائک ۔" (٩) ترجمہ: بھائی جان! ہمیں اپنی دعا میں نہ بھولنا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ: "قال رسول الله ﷺ: ماالميت في القبر إلا كالغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من أب أو أم أو أخ أو صديق، فإذا لحقته كان أحب إليه من الدنيا وما فيها، وإن الله تعالى ليدخل على أهل القبور من

دعاء أهل الأرض أمثال الجبال ، وإن هدية الأحياء للأموات الاستغفار لهم۔" (۱۰) ترجمہ: " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبر میں مردہ کی حالت ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کوئی آدمی پانی میں ڈوب رہا ہو اور کسی کو مدد کے لیے پکار رہا ہو، وہ ہر وقت انتظار میں رہتا ہے کہ اسے اس کے باپ یا ماں، یا بھائی یا کسی دوست کی طرف سے کوئی دعا پہنچے، جب اسے کسی کی دعا پہنچتی ہے تو وہ دعا (ایصال ثواب) اسے دنیا ومافیہا ہر چیز سے بڑھ کر محبوب ہوتی ہے، اور اللہ رب العزت دنیا والوں کی اس دعا کو قبر والوں کو پہاڑوں کی مانند (بڑھا کر) پہنچاتا ہے، اور زندوں کی طرف سے مردوں کے لیے بہترین تحفہ دعائے مغفرت ہے۔"

ملا علی القاریؒ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: "أو صديق أي صاحب أو محب أو رفيق ، ويمكن أن يراد به الولد (فإذا لحقته) أي وصلته الدعوة ، قال ابن حجر بأن دعي له بها فإنه تصل إليه بمجرد ذلک إجماعا (كان) أي لحوقها إياه (أحب إليه من الدنيا وما فيها) أي من مستلذاتها وقال ابن حجر أي لو عاد إليها (وإن الله ليدخل على أهل القبور) أي ممن هو تحت الأرض (من دعاء أهل الأرض) أي ممن هو من فوق الأرض ، ومن تعليلية أو ابتدائية (أمثال الأرض) أي من الرحمة والغفران لو تجسمت۔" (۱۱) ترجمہ: " صدیق کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ساتھی، محب یا رفیق، اور یہ ممکن ہے کہ اس سے مراد ولد ہو، فإذا لحقته، ابن حجرؒ نے فرمایا: اجماع امت ہے کہ یہ دعا میت کو پہنچتی ہے، کان أحب إليه میں کان کی ضمیر کا مرجع لحوقها ہے من الدنيا وما فيها سے مراد دنیا کے مستلذات ہیں، اور ابن حجرؒ فرماتے ہیں لو عاد إليها (یعنی یہ دعا کا پہنچنا اس کے لیے دنیا ومافیہا کی طرف لوٹ آنے سے زیادہ محبوب ہوتا ہے) من دعاء أهل الأرض، یہ من تعلیلیہ ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابتدائیہ ہو، أمثال الجبال یعنی دعا کے ثواب کو اگر جسمانی صورت دی جائے تو وہ پہاڑ کی مانند ہوں۔"

اس حدیث مبارکہ میں ماں، باپ، بھائی اور دوست کا ذکر اور پھر من دعاء أهل الأرض اور نیز هدية الأحياء إلى الأموات کی تصریح اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ایصال ثواب ماں، باپ اور اولاد کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ ہر مسلمان اس میں شامل اور شریک ہے، پھر اس میں مرد وزن کی بھی تفریق نہیں، جو مسلمان جس کسی مسلمان کے لیے ایصال ثواب کا ہدیہ بھیجے اللہ تعالی محض اپنے فضل وکرم سے اس کا ثواب اسے پہنچا دیتے ہیں۔

صدقات کا ایصال ثواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق صدقہ وخیرات کا اجر وثواب میت کو پہنچتا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ فوت شدہ والدین کے لیے صدقہ کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ: "قال رسول الله ﷺ : ما على أحدكم إذا تصدق بصدقة تطوعا أن يجعلها عن أبويه ، فيكون لهما أجرها ولاينقص من أجره شيئ ۔" (۱۲) ترجمہ: " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص جب نفلی صدقہ کرے تو اس میں حرج نہیں کہ اس کو اپنے والدین کے (ثواب

پہنچانے) کے کردے تو والدین کو اس کا ثواب پہنچ جائے گا، اور صدقہ کرنے والے کے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔"

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صدقہ کے ذریعے سے ایصال ثواب کیا جاسکتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کرنے سے اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی، نیز اس میں اس طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے کہ جب کسی عمل کا ایک سے زیادہ افراد کو ثواب پہنچایا جائے تو سب افراد کو پورا پورا ثواب پہنچتا ہے، چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اس حدیث کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ: "أجرھا کا مرجع صدقہ ہے، جس کا حقیقی مفہوم کل الصدقۃ ہے، نہ کہ جزء الصدقۃ، اور لھما سے متبادر اور ظاہر اطلاق کے وقت کل واحد ہوتا ہے، اور مجموعہ مراد ہونا محتاج قرینہ ہوتا ہے، اور قرینہ کا فقدان ظاہر ہے، پس معنی یہ ہوئے کہ دونوں میں سے ہر ہر واحد کو پورے صدقہ کا اجر ملے گا، اور دوسرے احتمالات مخالفہ غیر ناشی عن دلیل ہیں اس لیے معتبر نہیں۔"(۱۳)

نماز جنازہ کا ایصال ثواب: اللہ جل مجدہ کی شان کریمی کہ بندے کے وصال کے بعد بھی اس کی بخشش اور مغفرت کے لیے نماز جنازہ کا حکم فرمایا تاکہ مسلمانوں کے اس اجتماعی عمل (نماز جنازہ) سے رحمت خداوندی گنہگار مسلمان کو اپنی آغوش میں لے لے، نماز جنازہ میت ہی کے لیے ہوتا ہے اور یہ بھی ایک ایصال ثواب کا انداز ہے اور اس سے میت کو بھرپور فائدہ پہنچتا ہے۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ما من ميت تصلي عليه أمة من المسلمين يبلغون مائة كلهم يشفعون له إلا شفعوا فيه۔" (۱۴) ترجمہ: "جس میت پر مسلمانوں کی ایسی جماعت نماز پڑھے جس کی تعداد ایک سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ تعالی کے حضور میت کے لیے سفارش کریں یعنی اللہ سے مغفرت اور رحمت کی دعا مانگیں تو ان کی یہ سفارش اس میت کے حق میں ضرور قبول کی جاتی ہے۔"

حج وعمرہ کے ذریعہ سے دوسرے کو ایصال ثواب کرنا: حج وعمرہ اگرچہ بدنی عبادت ہے لیکن اس کی ادائیگی مخصوص مقام پر جا کر کی جاتی ہے، اس لیے اس مقام تک پہنچنے کے لیے اگر مال کی ضرورت ہو تو اس کا ہونا بھی ضروری ہے، اس لیے حج وعمرہ کو مالی وبدنی عبادت کا مجموعہ کہا جاتا ہے، حج وعمرہ کے ذریعہ سے دوسرے کو ایصال ثواب کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ: "إن النبي ﷺ سمع رجلا يقول لبيک عن شبرمة، قال: من شبرمة، قال: أخ لي أو قريب لي، قال: حججت عن نفسک؟ قال: لا، قال: حج عن نفسک ثم حج عن شبرمة۔" (۱۵) ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا کہ شبرمہ کی طرف سے لبیک، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شبرمہ کون ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے یا (یہ کہا کہ) میرا عزیز ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا آپ نے اپنا حج کر لیا ہے؟ اس آدمی نے عرض کیا کہ نہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پہلے اپنا حج کریں، پھر آپ شبرمہ کی طرف سے حج کریں۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عزیز و اقارب کے حق میں بھی ایصال ثواب کرنا درست ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام میں فوت شدہ مسلمانوں کو ثواب پہنچانے کے لیے حج اور نیک اعمال کرنے کا معمول رہا ہے، لہذا بعض لوگوں کا یہ اعتراض کہ صحابہ کرام میں ایصال ثواب کا معمول نہیں تھا یہ درست نہیں ہے۔

قربانی کے ذریعہ سے ایصال ثواب کرنا: مالی صدقات میں سے قربانی بھی ایک گراں قدر صدقہ ہے، رسول اکرم ﷺ نے فوت ہو جانے والے اعزہ و اقارب کے لیے اور زندہ احباب اور فوت شدہ مسلمانوں کے لیے قربانی کے ایصال ثواب کی ترغیب دی ہے، اور آپ ﷺ نے خود بھی امت کے زندہ اور فوت شدہ اور مستقبل میں پیدا ہونے والے ایماندار لوگوں کے لیے قربانی دے کر اس کے جواز پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے عید الاضحی کے موقع پر ایک اچھے موٹے تازے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی فرمائی اور اس کو ذبح کرتے وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ: "بسم الله اللهم تقبل من محمد وآل محمد ومن أمة محمد۔" (۱۶) ترجمہ: " بسم اللہ، اے اللہ! اس کو قبول فرما محمد ﷺ کی طرف سے اور آل محمد اور امت محمد کی طرف سے۔"

اس حدیث مبارک سے مندرجہ ذیل چند امور معلوم ہوئے:

(۱) پہلا امر یہ معلوم ہوا کہ قربانی کے ذریعہ سے بھی ایصال ثواب کرنا درست ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی امت کو ایصال ثواب کرنے کے لیے یہ قربانی فرمائی۔

(۲) دوسرا امر یہ معلوم ہوا کہ کسی عمل کے ذریعہ سے ایصال ثواب کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے وہ عمل عامل کی طرف سے اللہ تعالی کی بارگاہ میں قبول ہوا ہو، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے قبولیت کی دعا کرتے وقت پہلے اپنی طرف سے اس کے قبول کرنے کی دعا فرمائی، لہذا جس عمل میں اخلاص نہ ہو یا اور کوئی خرابی ہو جس کی وجہ سے وہ عمل اللہ تعالی کی بارگاہ میں قبول نہ ہوا اس کا ایصال ثواب نہیں کیا جا سکتا۔

(۳) تیسرا امر یہ معلوم ہوا کہ ایک عمل سے کئی افراد بلکہ سب مسلمانوں کو ثواب پہنچایا جا سکتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے ایک قربانی کے ایصال ثواب میں پوری امت کو شریک فرمایا۔

(۴) چوتھا امر یہ معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے عمل سے ایصال ثواب کرنے والے کو بھی ثواب ملتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اس قربانی کو اپنی طرف سے قبول کرنے کی بھی اللہ تعالی سے دعا فرمائی۔

(۵) پانچواں امر یہ معلوم ہوا کہ ایصال ثواب والا عمل کرتے وقت دوسرے کو ایصال ثواب کرنے کی نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا جائز ہے، اگرچہ ضروری نہیں، اور نبی اکرم ﷺ کی زبان سے نیت کے الفاظ ادا فرمانے میں امت کے لیے کئی چیزوں کی تعلیم مقصود تھی، جیسا کہ یہ بات ظاہر ہے۔

(۶) چھٹا امر یہ معلوم ہوا کہ ایصال ثواب زندہ اور مردہ دونوں قسم کے مومن بندوں کو کیا جاسکتا ہے، کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری امت کی طرف سے قربانی فرمائی، اور آپ کی امت کے بعض افراد اس وقت فوت ہو چکے تھے، اور بہت سے زندہ تھے، اور بہت سے ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

چاروں فقہ کی کتب سے ایصال ثواب: مالی عبادات مثلاً صدقہ و خیرات کے ذریعہ سے ایصال ثواب کرنے پر تو چاروں فقہاء کرام کا اتفاق ہے، لیکن مالی عبادات کے علاوہ بعض بدنی عبادات مثلاً تلاوت وغیرہ کے ذریعہ سے ایصال ثواب کے بارے میں اگرچہ مشہور یہ ہے کہ امام مالک اور امام شافعی □ اس کے قائل نہیں، لیکن اولاً تو امام مالک اور امام شافعی □ کے فقہ کی کئی متعلقہ کتب سے اس کے ثبوت ملتا ہے۔

دوسرے مالی عبادات کی طرح بدنی عبادات کے ذریعہ سے بھی ایصال ثواب ہو سکنے کے دلائل اتنے قوی اور مضبوط ہیں کہ جن کے پیش نظر ان دونوں فقہاء کرام کے فقہی مذاہب کے شارح و ترجمان متعدد متاخرین فقہاء ومشائخ نے بدنی عبادات کی صورت میں بھی ایصال ثواب کو جائز قرار دیا ہے، اور انہوں نے اپنے ان دونوں آئمہ مذہب کے بدنی عبادت کے ذریعہ ایصال ثواب صحیح نہ ہونے کے اقوال کی ایسی تشریح وتوجیہ کی ہے کہ جس سے ان فقہاء کی طرف بدنی عبادات کے ذریعہ سے ایصال ثواب ہونے کی مطلقاً نفی نہیں ہوتی۔

فقہ حنفی: فقہ حنفی کی مشہور اور درسی کتاب، الہدایہ میں ہے: "الأصل في هذا الباب ان الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰة أو صوما أو غيرها عند أهل السنة والجماعة۔"(۱۷)

ترجمہ: اس باب میں اہل سنت والجماعۃ کے نزدیک اصل قاعدہ یہ ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچائے چاہے وہ عمل نماز ہو یا روزہ ہو یا ان کے علاوہ کوئی اور نیک عمل۔

فقہ حنفی کے مشہور امام علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ: "فللإنسان أن يجعل ثواب عمله لغيره عند أهل السنه والجماعة صلوٰة كان أو صوماً أو حجاأو صدقة أو قرأة للقرأن أو الأذكارأو غير ذلك من أنواع البر ويصل ذلك إلى الميت وينفعه۔" (۱۸) ترجمہ: اہلسنت والجماعۃ کے نزدیک یہ جائز ہے کہ کوئی انسان اپنے عمل کا ثواب کسی غیر کو پہنچائے خواہ عمل نماز ہو یا روزہ یا حج یا صدقہ و خیرات ہو یا تلاوت قرآن یا ذکر یا اس کے علاوہ نیک اعمال میں سے کوئی بھی عمل ہو اور ان اعمال کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اسے فائدہ بھی دیتا ہے۔

البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے کہ: "(باب الحج عن الغير) لما كان الحج عن الغير كالتبع أخره، والأصل فيه أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلوٰةً أو صوماً أو صدقةً او قراءة قرأن أو ذكراً أو طوافاً أو حجاً أو عمرةً أو غير ذلك عند أصحابنا للكتاب والسنة۔" (۱۹) ترجمہ: یہ باب دوسرے کی طرف سے حج کرنے کے بارے میں ہے۔ جب دوسرے کی طرف سے حج کرنا تابع کی طرح ہے اس لیے اس کو بعد میں ذکر کیا۔ اس باب میں اصل قاعدہ یہ ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچائے چاہے وہ عمل نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا قرآن مجید کی تلاوت ہو یا ذکر واذکار ہو یا طواف ہو یا حج ہو یا عمرہ ہو یا ان کے علاوہ ہو، یہ ہمارے حضرات کے ہاں کتاب وسنت سے ثابت ہے۔

فقہ حنبلی: علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ □ فرماتے ہیں کہ: "وأَيُّ قُربۃ فَعَلَهَا وجعل ثَوَابَهَا لِلْمَيّتِ المسلمِ نَفَعَهُ ذلك إن شاء الله." (۲۰) ترجمہ: اور جو نیک کام بھی مسلمان کرے اور اس کا ثواب مسلمان میت کو پہنچائے تو اس سے میت کو ان شاء اللہ تعالیٰ نفع وفائدہ پہنچتا ہے۔

علامہ ابن قیم □ؒ فرماتے ہیں کہ: "والعبادات قسمان مالية و بدنية، وقد نبه الشارع بوصول ثواب الصدقۃ على وصولِ ثواب سائر العبادات الماليّۃ، ونبّه بوصولِ ثواب الصوم على وصول سائر العبادات البدنيۃِ وَأَخْبَرَ بوصول ثواب الحج المركب من الماليۃ والبدنيۃ، فالأنواعُ الثلاثۃ ثابتۃٌ بالنصِ والاعتبار۔" (۲۱) ترجمہ: اور عبادتیں دو قسم کی ہیں ایک مالی اور دوسری بدنی، نبی کریم ﷺ نے صدقہ کا ثواب پہنچنے کے ذریعہ سے تمام مالی عبادات کا ثواب پہنچنے پر اور روزہ کا ثواب پہنچنے کے ذریعہ سے تمام بدنی عبادات کا ثواب پہنچنے پر آگاہ فرمایا، اور نبی اکرم ﷺ نے حج "جو کہ مالی اور بدنی عبادت سے مرکب ہے" کا ثواب پہنچنے کی خبر دی ہے، تو تینوں قسم کی عبادات کے ذریعہ سے ثواب پہنچنا نص اور قیاس کے ذریعہ سے ثابت ہو گیا۔

فقہ مالکی: امام قرطبیؒ مالکی □ؒ اپنی کتاب "التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ" میں فرماتے ہیں کہ: "وأنه يَصِلُ إلى الميت ثوابُ ما يُقرأُ وَيُدْعٰى وَيُسْتَغْفَرُلَهُ وَيُتَصَدَّقُ عليه ذكره ابو حامد في كتاب الاحياء وابو محمد عبد الحق في كتاب العاقبة لهُ۔" (۲۲) ترجمہ: اور بلاشبہ میت کو جو کچھ تلاوت کی جائے اور دعا کی جائے اور اس کے لئے استغفار کیا جائے، اور اس پر صدقہ کیا جائے (ان سب چیزوں کا) اس کو ثواب پہنچتا ہے۔ ابو حامد نے کتاب الاحیاء میں اور ابو محمد عبد الحق نے اپنی کتاب العاقبہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

فقہ شافعی: بدنی عبادات کے ذریعہ سے ایصال ثواب کے ثبوت کے دلائل اتنے قوی اور مضبوط ہیں کہ امام بیہقی □ جو امام شافعی □ کے مسلک کی طرف مائل ہیں، انہوں نے بھی اس بارے میں ان قوی اور مضبوط دلائل ہی کی بنیاد پر امام شافعی □ کی تحقیق سے اختلاف

کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اموات کے لیے مالی عبادات کی طرح بدنی عبادات کا بھی ایصال ثواب کرنا اور ایصال ثواب کیے جانے والے لوگوں کو نفع اور ثواب پہنچنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس لئے یہی حق ہے۔ حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں امام بیہقیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ: "قال البيهقي في الخلافيات هذه المسالة ثابتة لا أعلمُ خلافاً بين أهل الحديث في صِحّيّها فوجب العملُ بها، ثم ساق بسندهاإلى الشافعي قال كلما قلتُ وصحَّ عن النبي صلى الله عليه وسلم خلافهُ فخُذُوْ بالحديث ولا تَقَلِّدُوْنِیْ۔"(۲۳) ترجمہ: امام بیہقی □ نے الخلافیات میں فرمایا کہ یہ مسئلہ (یعنی فوت شدہ مسلمانوں کو نماز، روزہ سے ایصال ثواب) ثابت ہے اور اس کے ثبوت کے صحیح ہونے میں مجھے معلوم نہیں کہ حدیث میں کوئی اختلاف ہو، لہذا اسی کے مطابق عمل واجب ہے۔ پھر اپنی سند سے امام شافعی □ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ میں جو کچھ کہوں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث اس کے خلاف ثابت ہو جائے تو اس حدیث پر عمل کرو اور میری تقلید نہ کرو۔

علامہ دمیاطی شافعیؒ فرماتے ہیں کہ: "وقال المُحِبُّ الطبري يصل إلى الميت كل عبادةٍ تُفعلُ واجبۃً أو مندوبۃً، وفي شرح المختار لمؤلفه فمذهب أهل السنۃ أن للإنسان أن يجعل ثواب عمله وصلوتهلغيرهويصلهُ۔" (۲۴) ترجمہ: اور محب طبریؒ نے فرمایا کہ میت کے لیے جو بھی عبادت کی جائے خواہ واجب ہو یا نفلی اس کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور انہیں کی تالیف شرح مختار میں ہے کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ انسان کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے عمل اور نماز وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہنچادے، اور دوسرے کو اس کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔

بحث کا خلاصہ: امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اور جمہور کے نزدیک میت کے لیے ایصال ثواب جائز ہے، اور اس پر سب متفق ہیں، البتہ عبادات کی بعض اقسام کے متعلق ائمہ میں اختلاف پایا جاتا ہے، اہل سنت والجماعت میں سے امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اس بات کے قائل ہیں کہ عبادات بدنیہ محضہ کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا (جیسے نماز اور روزہ)، البتہ ان کے حق میں دعائے خیر کی جاسکتی ہے، اور عبادات مالیہ محضہ کا ثواب میت کو پہنچایا جاسکتا ہے جیسے صدقہ وغیرہ، اسی طرح ان عبادات کا ثواب بھی پہنچایا جاسکتا ہے جو بدنیہ ہونے کے ساتھ ساتھ مالیہ بھی ہوں، جیسے حج، لیکن شافعیہ کے ہاں فتوی اس پر ہے کہ میت کو تلاوت قرآن کا ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔ اس مسئلہ میں امام ابو حنیفہؒ اور جمہور کا مسلک ایک معتدل مذہب ہے، نہ تو اس میں امام احمدؒ کے مسلک کی طرح وسعت ہے کہ خالص عبادات بدنیہ میں بھی نیابت کو جائز قرار دے دیا اور نہ ہی امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے مسلک کی طرح تنگی ہے کہ میت کو عبادات بدنیہ محضہ کا ثواب بھی نہیں پہنچایا جاسکتا ہے۔ (۲۵)

حواشی وحوالہ جات

(۱) القرآن الکریم، سورۃ الحشر، آیۃ نمبر ۱۰

(۲) القرآن الکریم، سورۃ الطور، آیۃ نمبر ۲۱

(۳) ابن کثیر، الإمام أبو الفداء اسماعیل (۷۷۴ھ) تفسیر ابن کثیر، ، دار الفکر بیروت، سن طباعت، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۶م، ج:۴، ص:۲۴۲

(۴) ابن کثیر، الإمام أبو الفداء اسماعیل (۷۷۲ھ) تفسیر ابن کثیر، دار الفکر بیروت، سن طباعت، ۱۴۰۷ھ ۱۹۸۶م، ج:۴، ص:۲۴۲

(۵) مفتی محمد شفیع عثمانی، معارف القرآن، ادارۃ المعارف کراچی، ۱۴۳۸ھ ۲۰۱۷م، ج:۸، ص:۱۸۱

(۶) جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری (۵۳۸ھ) تفسیر کشاف، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۵م، ج:۴، ص:۲۴

(۷) ابو حیان، محمد بن یوسف (۷۴۵ھ) البحر المحیط، دار الفکر بیروت، ۱۴۲۰ھ، ج:۹، ص:۵۷۰

(۸) ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد المقدسی (۵۴۱—۶۲۰ھ)، المغنی لابن قدامہ، دار الکتب العربیہ بیروت، ج:۳، ص:۴۲۶

(۹) أبو داؤد، سلیمان بن أشعث السجستانی (۲۰۲—۲۷۵ھ) السنن، مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان، ج:۱: ص، ۲۲۰

(۱۰) ولی الدین، محمد بن عبد اللہ ابو عبد اللہ الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح، ج: قدیمی کتب خانہ کراچی، ۱۳۶۸ھ، ج:۱، ص:۲۰۶

(۱۱) ملا علی قاری، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (۱۰۱۴ھ)، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، مکتبہ امدادیہ ملتان، ج:۵، ص:۱۴۶

(۱۲) الطبرانی، أبو القاسم سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰—۳۶۰ھ) المعجم الأوسط، دار الفکر عمان أردن (۱۴۲۰ھ—۱۹۹۹ء) ج:۵، ص ۳۹۴

(۱۳) مولانا اشرف علی تھانوی، بوادر النوادر، ، مکتبہ ادارہ اسلامیات لاہور (۱۴۰۵ھ—۱۹۸۵ء)، ص:۳۵۴

(۱۴) مسلم، ابن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (۲۰۶—۲۶۱ھ) الصحیح، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۲۰۱۶م، ج:۱، ص:۳۴۰، حدیث نمبر ۹۴۷

(۱۵) أبو داؤد، سلیمان بن أشعث السجستانی (۲۰۲—۲۷۵ھ) السنن، میر محمد کتب خانہ کراچی، ج:۱، ص:۲۵۲

(۱۶) مسلم، ابن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (۲۰۶—۲۶۱ھ) الصحیح، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، ۲۰۱۶م، ج:۱، ص:۷۸۲، رقم الحدیث ۱۹۶۷

(۱۷) علی ابو الحسن برہان الدین، الہدایۃ، مکتبہ حقانیہ کوئٹہ، ج:۱، ص:۲۷۷

(۱۸) طحطاوی، احمد بن محمد بن اسماعیل (۱۲۳۱ھ) حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص، ۶۲۲

(۱۹) ابن نجیم زین الدین بن ابراہیم بن محمد (۹۷۰ھ) البحر الرائق شرح کنز الدقائق، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ج:۳، ص:۱۰۵

(۲۰) ابن قدامہ، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن محمد المقدسی (۵۴۱—۶۲۰ھ)، المغنی لابن قدامہ، دار الکتب العربیہ بیروت، ج:۲، ص:۴۲۳

(۲۱) ابن قیم الجوزیۃ، شمس الدین ابو عبد اللہ (۷۵۱ھ) کتاب الروح، دار الکتب العلمیہ بیروت، المسألۃ السادسۃ عشر، ص:۱۲۲

(۲۲) قرطبّی، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر بن فرخ الانصاری الخزرجی (۶۷۱ھ) التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۳۶ھ ۲۰۱۵م، ص:۶۳

(۲۳) ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی بن محمد بن علی (۷۷۳—۸۵۲ھ)، فتح الباری، دار المعرفۃ بیروت ۱۳۷۹ھ، ج، ۴، ص:۱۹۳

(۲۴) ابو بکر عثمان بن محمد الدمیاطی الشافعی (۱۳۱۰ھ) اعانۃ الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین، دار الفکر بیروت ۱۴۱۸ھ ۱۹۹۷م، ج:۱، ص:۳۳

(۲۵) رشید اشرف عثمانی، حاشیہ درس ترمذی، مکتبہ دار العلوم کراچی، ج:۲، ص:۴۹۴